راز کی بات
جمیل عثمان

راز کی باتیں بتانے جا رہا ہوں آپ کو
تھام کر دل بیٹھیے کہ راز اب کھل جائے گا

رفیع الدین راز صاحب کے بارے میں اتنا کچھ لکھا اور بولا جا چکا ہے کہ اب مزید کچھ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی- سب جانتے ہیں کہ وہ ایک نابغۂ روزگار شخصیت ہیں - ایسی شخصیت جو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں میں ایک ہیں - ان کے بارے میں لکھنے بیٹھوں تو صفحے کے صفحے سیاہ ہو جائیں مگر ان کی باتیں ختم نہ ہوں - اپنے دور کے عظیم شاعر، بے مثال انشاء پرداز، شاعری اور نثر کی تقریباً بیس کتابوں کے مصنف ہیں - شاعری کی کون سی صنف ہے جس میں انہوں نے نہ صرف طبع آزمائی نہ کی ہو بلکہ پوری کی پوری کتاب نہ لکھی ہو- نظمیں ، غزلیں ، نعت ، دوہے ، قطعات ، ہائیکو ، رباعیات ، غرض یہ کہ آپ نام لیں اور کتاب موجود ہے - الحمد للہ ان کا ذہن آج بھی رواں ہے - پاکستان میں تھے تو میں نے انہیں فون کیا اور چند رسمی باتوں کے بعد پوچھا ، "آپ کچھ لکھ رہے ہیں؟" - انہوں نے جواب میں ایک مطلع سنایا جو ایسا دل کو لگا کہ یاد ہو گیا:

کٹ گئی باالآخر عمر اس نگار خانے میں
کچھ فریب دینے میں، کچھ فریب کھانے میں

آج میں راز صاحب کی شاعری یا ان کی علمی قد آوری کی بات نہیں کروں گا - آج ان کی شخصیت کے ان پہلوؤں کے بارے میں بات کروں گا جو عموماً مضامین یا مقالوں میں نہیں ہوتے - میں نے، وکیل انصاری

نے اور اعجاز بھٹی نے ان کے ساتھ کئی بار سفر کیا ہے - ایک مرتبہ الطاف ترمذی بھی تھے اور سفر کے دوران جو دلچسپ باتیں ہوتی تھیں ان کے بارے میں کیا بتاؤں - سارے تکلفات بالائے طاق رکھ کر ہم بالکل بچے بن جاتے تھے ، جیسے ہمارا لڑکپن لوٹ آیا ہو - وہ سفر ایسے تھے کہ ان کی یادیں ہمارے لئے ایک خزانہ ہیں جنہیں ہم بہت سنبھال کر رکھتے ہیں -

راز صاحب بہت سنجیدہ انسان ہیں - مگر جب آپ ان کے ساتھ رہیں تو ایسی دلچسپ باتیں کرتے ہیں کہ آپ مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتے - ایک مرتبہ میں ان کے گھر کنیٹی کٹ گیا - تھوڑی دیر
گپ شپ کے بعد انہوں نے کہا، "آیئے چائے بناتے ہیں-" چونکہ اس وقت گھر میں کوئی خاتون نہیں تھیں، اس لئے میں بھی باورچی خانے میں چلا گیا - اب راز صاحب چائے بنا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ گنگناتے بھی جا رہے ہیں، "چائے کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر-"

بذلہ سنجی میں راز صاحب کا جواب نہیں - ہندوستان میں وہ ایک مرتبہ اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ جمعے کی نماز کے لئے جا رہے تھے - راز صاحب کے پاس ٹوپی نہیں تھی - انہوں نے اپنا رومال نکال لیا کہ سر پہ باندھ لیں - ان کے عزیز نے رومال نہیں دیکھا اور سمجھے کہ یہ ننگے سر نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتے ہیں - انہوں نے راز صاحب سے کہا، "مسجد میں سر کا ڈھکنا بہت ضروری ہے-" راز صاحب نے بڑی معصومیت سے پوچھا، "کیا یہاں ٹوپی کو ڈھکنا کہتے ہیں؟" پہلے تو وہ منہ کھولے انہیں دیکھتے رہے، پھر جب بات سمجھ میں آئی تو زور سے ہنسے - اس دوران راز صاحب نے رومال سر پر باندھ لیا تھا -

راز صاحب کی بات سے بات پیدا کرنے کی یہ عادت بچپن ہی سے تھی - ابھی دس گیارہ سال کے ہوں گے تو ایک روز ان کی پھوپھی روتی دھوتی ہوئی آئیں اور بتایا کہ ان کا بیٹا لاپتہ ہو گیا ہے - بیٹے کی عمر پندرہ سولہ سال ہوگی - اس کے والد یعنی راز صاحب کے پھوپھا کلکتے میں تھے - ہر طرف ہرکارے دوڑائے گئے - بہت

ڈھونڈا گیا مگر اس لڑکے کا پتہ نہیں چلا - پھوپھی غم سے نڈھال تھیں - دو روز کے بعد پھوپھی ہنستی مسکراتی ہوئی آئیں - ان کے ہاتھ میں شکر کی ایک پیالی تھی جس میں سے وہ چائے کے چمچے سے شکر نکال نکال کر ہر ایک کا منہ میٹھا کرا رہی تھیں - انہوں نے بتایا کہ خبر آئ ہے کہ ان کا بیٹا خیریت سے اپنے باپ کے پاس کلکتے پہنچ گیا ہے - گو راز صاحب اس وقت چھوٹے تھے مگر انہوں نے جملہ کسا: ''پھوپھی جان، چینی کی کیا ضرورت تھی؟ آپ دو میٹھے بول بول دیتیں تو ویسے ہی سب کا منہ میٹھا ہو جاتا-''

کراچی میں راز صاحب کے بزنس پارٹنر ایک ریٹائرڈ فوجی کرنل تھے - یہ لوگ سپلائی کا کام کرتے تھے - کوئی حسیب صاحب ان کے سپلائر تھے - ایک بار گڑ کا شیرہ سپلائی کرنا تھا - کرنل صاحب نے انہیں کئ بار کہا مگر وہ نہ لائے - ایک صبح کرنل صاحب نے پوچھا کہ شیرہ آیا ؟ تو معلوم ہوا کہ نہیں آیا - وہ بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ حسیب صاحب کا لائسنس منسوخ کر دیں گے- کرنل صاحب کے جانے کے بعد حسیب صاحب اپنی موٹر سائیکل پر آئے تو راز صاحب نے ان سے کہا کہ آپ اب تک شیرہ نہیں لائے؟ کرنل صاحب ناراض ہو رہے تھے - حسیب صاحب نے کہا کہ ''ہم شیرہ لائے ہیں-'' تو راز صاحب نے برجستہ کہا کہ ''میں ہمشیرہ کی نہیں، شیرہ کی بات کر رہا ہوں-''

راز صاحب کے ایک دوست حج کر کے آئے تھے - کھجور اور آب زمزم بھی لائے تھے - یہ ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے کہا ''آب زمزم پینا ہے ؟'' راز صاحب نے کہا ''پہلے تو پی لیتا ، مگر جس بد تمیزی سے آپ نے کہا ہے اب تو نہیں پیوں گا-'' دوست گھبرا گئے - کہا ''میں نے کہاں کوئی بد تمیزی کی ہے ؟'' تو جواب دیا ''آپ نے کہا آبے، زمزم پینا ہے -آپ نے مجھے 'آبے' کہہ کر مخاطب کیا ہے تو یہ بد تمیزی نہیں ہوئی؟'' وہ پہلے تو انہیں ہکا بکا دیکھتے رہے مگر جب بات سمجھ میں آئ تو ہنسی کا فوارہ چھوٹ پڑا -

ایک مرتبہ راز صاحب اپنی چھوٹی سالی کے ہاں گئے - انھوں نے دروازہ کھولا اور کہا "آ ئیے-" یہ بولے "آ تو گیا ہوں مگر آئندہ نہیں آؤں گا -" وہ بے چاری روہانسی ہو گئیں - بولیں "میں نے کیا کیا ہے ؟" راز صاحب بولے، "میں ہمیشہ یہاں آتا ہوں - تمہیں معلوم ہے کہ میں ایم اے ہوں مگر تم نے مجھے آئی اے کہہ کر بلایا-"

رفیع الدین راز صاحب اب ہم سے جدا ہو رہے ہیں - بہت دور جا رہے ہیں - نیو یارک اور نیو جرسی کی ادبی محفلیں ان کے بغیر سونی ہو جائیں گی - ہم سب کو بہت افسوس ہے - دکھ انہیں بھی ہے- کہنے لگے، "اب تو سسکنا ہی قسمت میں لکھا ہے-" پوچھا "خدا خیر کرے وہ کیوں؟" بولے، "سان فرانسسکو جا رہا ہوں - اور اس شہر کے نام میں ہی 'سسکو' ہے - لہذا سسکنا تو پڑے گا-"